مکیؒ بن ابی طالب
اور ان کی تفسیری خدمات

اشہد رفیق ندوی

(حضرت مکیؒ بن ابی طالب (۳۵۵ـ ۴۳۷ھ) چوتھی و پانچویں صدی ہجری کے عظیم مفسر، معروف محقق، متبحر عالم، فقہ و کلام کے ماہر، نحو و لغت، ادب و بلاغت کے رمز شناس اور بسیار نویس مصنف ہیں، ان کی تحقیقی خدمات بے پایاں اور ان کے علمی احسانات بے شمار ہیں، مآخذ میں ان کی تالیفات کے حوالے تو جا بجا ملتے ہیں، مگر اب تک ان کے کوائف و حالات، افکار و خیالات اور تخلیقات و تالیفات بڑی حد تک پردۂ خفا میں تھیں، ڈاکٹر احمد حسن فرحات نے، جنھیں تفسیر و علوم قرآن سے گہری دلچسپی و واقفیت ہے اور عصر حاضر کے طرز تحقیق و نگارش سے اچھی طرح واقف ہیں، مکیؒ کی ذات اور قرآنی خدمات کی اہمیت کے پیش نظر "مکی بن ابی طالب و تفسیر القرآن" کے موضوع کو پی، ایچ، ڈی کے لیے منتخب کیا اور تین سال تک لگاتار محنت و جانفشانی کے بعد یہ مقالہ ترتیب دیا، جس پر انہیں جامعہ ازہر کے کلیۃ اصول الدین نے سنہ ۱۹۷۳ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی، موصوف کا یہ علمی و تحقیقی مقالہ اب کتابی صورت میں شائع ہو گیا ہے، جو ۶۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب عربی زبان میں ہے، افادہ عام کی غرض سے مذکورہ مقالہ کی مدد سے مکیؒ اور ان کی تفسیری خدمات کا مختصر جائزہ ذیل کے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے)

ابو محمد مکیؒ بن ابی طالب ۹ر شعبان ۳۵۵ھ کو قیروان میں پیدا ہوئے، یہ شہر اس وقت ائمہ و مجتہدین کا مرکز اور علم و ادب کا گہوارہ تھا، یہاں علوم و فنون کا فیض عام تھا۔ دور دراز علاقوں سے شائقین علم اپنے جذبہ کی تسکین اور اپنی پیاس بجھانے کے لیے یہاں آتے تھے۔ مکیؒ نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ ایک معزز، شریف، دولت مند اور علم دوست گھرانہ تھا۔ ان کے والد صاحب علم و فضل اور بڑی دولت و

ثروت کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنے ہونہار اور لائق فرزند کی تعلیم و تربیت کا معقول نظم کیا اور اس کے لیے ہر ممکن سہولت بہم پہونچائی۔ مکیؒ نے تعلیم کے ابتدائی مرحلے میں سب سے پہلے قرآن پاک حفظ کیا اور زبان و ادب کے سلسلہ میں بنیادی چیزیں پڑھیں، پھر ثانوی مرحلے میں تفسیر و حدیث، فقہ و فتاوٰی، نحو و صرف، ادب و لغت، نقد و بلاغت، منطق و فلسفہ کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں تفسیر و علم قرأت میں اختصاص اور عصری علوم کے حصول کے لیے آپ نے مصر، حجاز اور اندلس وغیرہ کا سفر کیا اور وہاں کے ممتاز علماء و محققین سے استفادہ کیا۔ اس طرح تعلیمی مرحلہ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ طے پاگیا اور مکی کو کسی بڑی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ تکمیل تعلیم کے بعد تدریس و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا، جو آخر وقت تک جاری رہا۔ آپ نے ہزاروں لائق و فائق شاگرد اور ایک سو سے زیادہ کتابیں یادگار چھوڑیں، جنھیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

مکیؒ بن ابی طالب کا اپنے عہد کے ممتاز و نامور علماء میں شمار ہوتا تھا۔ بالخصوص تفسیر و علم قرأت میں اس وقت ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ان علوم کی تحصیل اور فروغ کے لیے آپ نے بڑی جدوجہد کی، اور اس میدان میں بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں، جس کا اندازہ ان کی بیش قیمت تصانیف سے کیا جاسکتا ہے، مکی کی علمی بصیرت اور قرآنی خدمات کا معاصرین کو بھی احساس تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا بہت واضح لفظوں میں اعتراف کیا اور اس کو سراہا ہے۔

مکی کو دنیوی جاہ و جلال اور سرکاری مناصب سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ امراء و حکام کی خواہش اور اصرار کے باوجود کبھی دربار کا رخ نہیں کیا۔ ہمیشہ بڑی بے نیازی کے ساتھ اس سے انکار کرتے رہے۔ آپ نے دنیوی شہرت و ناموری کے مقابلہ میں اخروی عزت و سرفرازی کو ترجیح دی اور پوری زندگی اسلام کی دعوت اور قرآنی تعلیمات کی ترویج و اشاعت میں صرف کردی۔ ان کے اس خلوص و استغناء کا عوام و خواص ہر ایک پر بڑا گہرا اثر پڑا اور سب کے دلوں میں ان کی عزت و عظمت اور ادب و احترام کا جذبہ بیٹھ گیا۔ چنانچہ ۲؍ محرم الحرام ۴۳۷ھ کو جب ان کا انتقال ہوا تو خلق خدا کی بہت بڑی تعداد نے جنازے میں شرکت کی۔

اخلاق و اوصاف

مکیؒ بن ابی طالب صحیح معنوں میں ان اوصاف حمیدہ سے متصف تھے جو ایک داعئ اسلام اور

خادمِ قرآن کے لیے بے حد ضروری ہیں۔ وہ انتہائی خوش اخلاق وملنسار تھے۔ ریا ونمود کا ان کے اندر کوئی جذبہ نہ تھا۔ زہد وتقوی، حق گوئی وبے باکی، عفوودرگذر، تواضع وخاکساری، سادگی وبے تکلفی اور کفایت وقناعت ان کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

مسلک وعقیدہ

وہ فقہ مالکی کے پیرو تھے۔ مالکی مسلک کی تشریح وتوضیح سے متعلق چند کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، لیکن ان کے اندر مسلکی عصبیت کا کوئی جذبہ نہ تھا۔ وہ تمام ائمہ کا یکساں احترام کرتے، ان کے اقوال وآراء کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے۔ اور بسا اوقات انہی رایوں کو مالکی مسلک کے بالمقابل ترجیح بھی دیتے۔ فلسفہ وکلام کے موضوع پر بھی بعض کتابیں تصنیف کیں مگر فلسفیانہ عقائد کے سلسلہ میں مکیؒ کی اپنی کوئی مخصوص رائے نہ تھی وہ اپنے استاد ابو محمد القروانی کے عقیدہ کے مؤید وحامی تھے اور معتزلہ ومرجۂ جیسے باطل فرقوں کے شدید مخالف۔

تفسیری خدمات

مکیؒ کو تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بہت شوق تھا۔ انھوں نے تفسیر وحدیث، فقہ وفتاوی، فلسفہ وکلام، تجوید وقرأت، ناسخ ومنسوخ، نحو وصرف، نظم واعجاز اور اعراب ورسم الخط جیسے موضوعات پر کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف کیں جس سے ان کے اعلیٰ تحقیقی مزاج، وسعت علم اور بلندی فکر کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کی تالیفات کا ایک بڑا حصہ تو حوادثِ زمانہ کی نذر ہوچکا ہے۔ تاہم قدیم کتابوں اور کتابیاتی مصادر میں جابجا ان کا حوالہ و تذکرہ پایا جاتا ہے جس سے ان کا نام ابھی تک روشن ہے۔ انتہائی محنت وجانفشانی کے بعد اب تک صرف ۱۶ کتابوں کے بارے میں معلومات فراہم کی جاسکی ہیں جو مختلف ممالک کے کتبخانوں اور عجائب گھروں میں موجود ومحفوظ ہیں۔ ان میں چند ہی ایسی ہیں جو زیور طبع سے آراستہ ہوسکی ہیں مکیؒ کو سب سے زیادہ دلچسپی تفسیر وعلوم قرآن سے تھی وہ اس فن کے امام تصور کیے جاتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ مکیؒ نے موضوع کا دقت نظر سے مطالعہ کیا تھا۔ وہ اس فن

کے اصول وضوابط اور رموز وغوامض سب سے بخوبی واقف تھے اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات و دشواریوں کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس موضوع پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے اور تقریباً تمام اہم مباحث پر مستقل کتابیں یا رسائل تصنیف کیے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم اور قابلِ ذکر کارنامہ ان کی تفسیر قرآن ہے۔ مکیؒ نے "الھدایۃ الی بلوغ النھایۃ" کے نام سے پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اسی تفسیر سے ماخوذ غریب القرآن کے موضوع پر "تفسیر المشکل من غریب القرآن علی الایجاز والاختصار" اور "کتاب العمدۃ فی غریب القرآن"، کے نام سے دو کتابیں انہوں نے اور لکھی ہیں۔ ان کتابوں کے متعدد غیر مطبوعہ نسخے اب بھی موجود و معلوم ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

الھدایۃ: (الف) الخزانۃ العامۃ، رباط، ق ۸۱۴، نیز اسی کتبخانہ میں دوسرا نسخہ ق ۲۱۷ کے تحت بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

(ب) المکتبۃ الوطنیۃ، تونس ۱۰۷۳۹، (ج) خزانۃ وادی درعہ مغرب ۲۸۳۲

تفسیر المشکل: المکتبۃ الظاہریۃ، دمشق، ۸۹۹۳

کتاب العمدۃ: المکتبۃ الظاہریۃ، دمشق ۶۷۰۷

ان کے علاوہ تفسیر سے متعلق تقریباً بیسؔ کتابیں و رسائل انہوں نے مزید تصنیف فرمائے ہیں، مسائل و احکام یا آیات کی تفسیر و تاویل میں علماء کے درمیان جو اختلافات پائے جاتے ہیں ان کی توجیہ و تشریح پر مشتمل ہیں، لیکن ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ یہ معدوم ہو چکے ہیں یا قدیم ذخیرۂ کتب میں کہیں دبے پڑے ہیں، ان میں سے چند نمایاں کتابوں کے نام یہ ہیں:

(۱) الماثور عن مالک فی احکام القرآن (۲) اختصار احکام القرآن (۳) ما أغفله القاضی منذر و وھم فی کتاب الاحکام (۴) بیان الصغائر والکبائر (۵) التھجد فی القرآن (۶) معانی السنن القحطیۃ والایام (۷) شرح اختلاف العلماء فی قولہ تعالیٰ "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" (۸) الاستیفاء فی قولہ عزوجل "الا ماشاء ربک" (۹) شرح قولہ تعالیٰ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"۔ (۱۰) شرح قولہ "ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس" (۱۱) الاختلاف فی الذبیح من ھو؟ (۱۲) تنزیہ الملائکہ عن الذنوب

فضلہم علی بنی آدم ۔ وغیرہ

منہج تفسیر

مکیؒ بن ابی طالب بھی ان مفسرین میں شامل ہیں جنھوں نے اپنی تفسیر کی بنیاد ماثورات و منقولات پر رکھی ہے، چنانچہ وہ بھی متقدمین کی طرح سب سے پہلے قرآن کی تفسیر خود قرآن کی روشنی میں کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس سلسلہ میں وہ ان کلمات کا موازنہ کرتے ہیں جو ایک معنی میں مختلف مقامات پر استعمال ہوتے ہیں۔ ایسے کلمات کے سیاق وسباق نیز دیگر مماثل آیات کی روشنی میں تشریح کرتے ہیں جو قرآن میں مختلف معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں بہت سی آیات و کلمات ایسے ہیں جن کا بعض مواقع پر صرف اجمالی ذکر آیا ہے لیکن دوسرے مقامات پر ان کی تفصیلات موجود ہیں۔ مکی ان مجملات کی دوسری آیات کے ذریعہ تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایک ہی بات کبھی کبھی مختلف پیرایۂ بیان میں کہی گئی ہے جس سے بسا اوقات طالب قرآن کو مفہوم و معنی کے تعین میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ مکی ایسی تمام آیات کو جمع کرکے اس کے مدلولات پر بحث کرتے اور احتمالات کو رفع کرتے ہیں۔ تائید و توثیق کے لیے بھی مکیؒ اپنی تفسیر میں مماثل آیات کا ذکر کرتے ہیں۔

قرآن کی تفسیر قرآن کی روشنی میں کرنے کے معاً بعد مکیؒ احادیث کی جانب رجوع کرتے ہیں اور زیر بحث آیت کی تفسیر سے متعلق جتنی صحیح روایات ان کو معلوم ہوئی ہیں وہ سب جمع کر دیتے ہیں، مثال کے طور پر سورہ احقاف کی آیت ۱۵ "وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا" کی تفسیر کے ضمن میں انھوں نے ۲۰ روایات و آثار سے استدلال کیا ہے، روایات کے سلسلہ میں وہ اسناد کے نقل کرنے کا التزام نہیں کرتے تاہم اس کا ضرور خیال کرتے ہیں کہ روایات معیار صحت کے مطابق ہوں، تفسیر میں جو بہت سی ضعیف و موضوع روایات در آتی ہیں کی ان کی بھی نشاندہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

احادیث کے بعد وہ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور علماء سلفؒ کے اقوال و آثار سے ممکن حد تک استفادہ کرتے ہیں اور حسب موقع ان سے استدلال کرتے ہیں، صحابہ کرامؓ کے آثار میں وہ سب سے زیادہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے استفادہ کرتے ہیں، ان کی تفسیر میں جابجا ابن عباسؓ کے اقوال

پائے جاتے ہیں۔

آیات کے شانِ نزول سے واقفیت اور ان سے استدلال پر قدماء نے بہت زور دیا ہے تفسیر کی صرف قدیم کتابیں ہی نہیں بلکہ ان کی تقلید میں جو تفسیریں زمانہ مابعد میں لکھی گئی ہیں، سب میں شانِ نزول کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس موضوع پر بہت سی کتابیں بھی تصنیف کی گئی ہیں۔ چنانچہ شانِ نزول سے گہری واقفیت و دلچسپی اور زمانہ کی روایت کے مطابق مکیؒ بھی شانِ نزول کو بہت شوق سے بیان کرتے ہیں، یہاں تک کہ اگر ایک ہی آیت کے متعدد شانِ نزول بیان کیے گئے ہیں تو ان سب کو نقل کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔

واقعات، قصص کی تفصیلات بیان کرنا بھی مکیؒ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اوّلین دور کے مفسرین کی طرح روایات کی روشنی میں اس کی تمام جزئیات کو بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بات بڑی حد تک صاف ہو چکی ہے کہ روایاتِ قصص کا بڑا حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ جن میں صحت و ثقاہت کا حصہ بہت کم ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ مکیؒ کی تفسیر بھی ان اسرائیلی خرافات سے پاک نہیں رہ سکی۔

جیسا کہ گذر چکا کہ مکیؒ زبان و بیان، نحو و صرف اور ادب و بلاغت میں بھی مہارت رکھتے تھے، اس علم سے انہوں نے اپنی تفسیر میں بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ وہ غریب و نامانوس الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔ کلمات کے اشتقاق پر بحث کرتے ہیں، اعراب کے اختلاف اور احکام پر ان کے اثرات کو بیان کرتے ہیں اور بلاغت اور اس کی تمام اصناف کا حسب موقع تذکرہ کرتے ہیں

تفسیر قرآن کے سلسلہ میں یہ غلط فہمی عرصہ سے عام ہے کہ بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں میں صرف ماثورات و منقولات پر اعتماد کیا ہے وہ عقل و فہم اور قوت اجتہاد و استنباط کے استعمال کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے اگر اس دائرہ سے نکل کر غور و فکر کرنے کی کوشش کی ہے تو اسے "تفسیر بالرای" کا نام دیا گیا ہے۔ جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں غور و فکر کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوا ہے۔ رسول اکرمؐ، صحابہ کرامؓ، تابعین و تبع تابعین عظامؒ اور ائمہ سلف و اساطین امت نے ہر دور میں قرآن میں غور و فکر کر کے بعض نئے مسائل و نکات اخذ کیے ہیں اور ان کی کوششوں کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ یہ چیزیں احادیث کے مجموعوں اور اسلاف کی کتابوں

میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں۔ خود اصولِ شریعت میں "قیاس" کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مکیؒ بھی ماثورات و منقولات پر مکمل اعتماد کرتے ہیں، لیکن اسکے باوجود نصوص شریعت اور لغت قرآن کو معیار بنا کر وہ اجتہاد و استنباط سے بھی کام لیتے ہیں۔ چنانچہ ان حدود میں رہتے ہوئے وہ الفاظ کی تحقیق، سیاق و سباق کی توضیح، مشکل آیات کی تشریح اور باطل عقائد کی تردید کرتے ہیں، جبکہ اس سلسلہ میں ماثور مواد بہت کم پایا جاتا ہے۔

تفسیر مکیؒ کے مآخذ

مکیؒ نے اپنے تفسیری مآخذ میں قرآن و سنت، آثار و اقوال اور معروف علماء کی تصنیفات کے علاوہ چند کتابیں ایسی شامل کی ہیں جن کو انہوں نے خصوصی طور پر پیش نظر رکھا ہے اور جا بجا ان کا حوالہ بھی دیا ہے۔ ان کتابوں میں تفسیر طبریؒ کا نام سب سے نمایاں ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ مکیؒ نے تفسیر طبری کے بنیادی مطالب کو اپنی کتاب میں سمو لیا ہے۔ زجاج کی "معانی القرآن" سے مکیؒ نے اپنی کتاب "تفسیر مشکل اعراب القرآن"، قرأت و اعراب کے اختلافات کی بحث میں بہت مدد لی ہے۔ اسی طرح الفراء کی "معانی القرآن" سے ان مسائل میں خصوصیت کے ساتھ استفادہ کیا ہے۔ ان کے مآخذ میں یحیی بن سلام کی تفسیر، ابوبکر الاوفوی کی کتاب "الاستغناء" اور ابوجعفر النحاس کی "معانی القرآن والاعراب" بھی شامل ہیں۔ مگر ان سے کسی قدر کم استفادہ کیا ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا مکیؒ نے قرآن مجید کی مستقل تفسیر کے علاوہ علوم القرآن کے دوسرے اہم مباحث پر بھی مستقل رسالے و کتابیں تصنیف کی ہیں اور قرأت و تجوید، ناسخ و منسوخ، النظم و اعجاز، نحو و صرف، ادب و بلاغت غرض کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ مگر افسوس کہ ان بیش قیمت تالیفات کا بڑا حصہ حوادث روزگار کی نذر ہو گیا، جو کتابیں زمانہ کی دستبرد سے بچی ہیں، جدید تحقیق کے مطابق ان کی تعداد صرف ۱۶ تک پہونچتی ہے۔ ان موضوعات میں مکیؒ کی زیادہ دلچسپی اعراب، قرأت اور ناسخ و منسوخ سے تھی، اس لیے ان مضامین کے سلسلہ میں ان کی تحقیقات منفرد، جامع اور بڑی گراں قدر ہیں۔ اس موقع پر ان کا مختصر تعارف بھی افادیت سے خالی نہ ہوگا۔

اعـــراب

مکیؒ علم اعراب کو فہم قرآن کا بنیادی وسیلہ سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنی تفسیر میں اعراب پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ "طالب قرآن کو اعراب اور حرکات وسکنات پر وقف و عدم وقف کا علم انتہائی ناگزیر ہے۔ تاکہ وہ غلطیوں سے محفوظ رہ سکے۔ الفاظ کے صحیح معنی و مدلول سے واقف ہو سکے۔ حرکات کی تبدیلی سے معانی کے فرق کو سمجھ سکے اور کلام اللہ کے منشاء و مراد تک بآسانی پہونچ سکے"۔ اعراب کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر انہوں نے "تفسیر مشکل اعراب القرآن" کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے، یہ کتاب تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے، اور دنیا کے مختلف کتبخانوں میں اس کے بیس نسخے اب بھی موجود ہیں۔ اس کتاب میں تقریباً ایسی تمام آیات زیر بحث آگئی ہیں جن میں اعراب کا اختلاف یا کوئی دشواری پائی جاتی تھی مصحف کی ترتیب کے مطابق مصنف نے آیات نقل کرنے کے بعد علماء نحو کے اقوال وآراء پر غور کیا ہے، ان کے اختلافات کے اسباب وعلل پر روشنی ڈالی ہے اور ان کے تجزیہ وتحلیل کے بعد ترجیحی پہلو کو واضح انداز میں بیان کیا ہے، کتاب میں جن علماء نحو کا ذکر آیا ہے ان میں اخفش، الکسائی، سیبویہ، الفراء، مبرد، زجاج، ابن کیسان، مازنی، ابوعبیدہ اور ابوحاتم وغیرہ کے اسماء گرامی خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔ اس کتاب میں معرفت اعراب کے ذریعہ تفسیری اختلافات کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے نیز اعراب کے اختلاف سے فقہی مسائل میں جو تغیر واقع ہوتا ہے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ اسی طرح ضمائر کے مراجع اور قرائتوں کے اختلافات سے جو دشواریاں پیش آتی ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے، معتزلہ اور دیگر فرق باطلہ کے عقائد کی تردید بھی بعض مقامات پر اعراب کے ذریعہ کی گئی ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ایسے شخص کے گہربار قلم سے لکھی گئی ہے، جس کے علم کا دائرہ بہت وسیع تھا اور بیک وقت بہت سے علوم وفنون کا ماہر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں اسے ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

قرأت قــرآن

مکیؒ کے دور میں قرأتِ قرآن عام دلچسپی کا موضوع تھا اور مختلف زاویوں سے اس پر بحثیں ہو

رہی تھیں۔ مکی کو بھی سب سے زیادہ لگاؤ قرأت ہی سے تھا۔ انہوں نے علم قرأت میں مہارت حاصل کرنے کے لیے قیروان کے علاوہ مصر، حجاز اور اندلس کے علمارِ فن سے بھی کسبِ فیض کیا۔ غالباً اس میں مہارت و کمال ہی حاصل ہونے کی بنیاد پر انہیں "مقری" کا لقب ملا تھا۔ مکی نے علم قرأت اور اس کے متعلقات پر پچیس کتابیں لکھیں، جن میں سے بیشتر معدوم ہو چکی ہیں۔ جو کتابیں اب تک محفوظ ہیں، ان کے نام یہ ہیں: (۱) التبصرۃ فی القرأت السبعۃ (پانچ اجزار) (۲) کتاب الکشف عن وجوہ القرأت (دو سو صفحات) (۳) الامانۃ عن معانی القرأت (۴) اختلاف القرار (۵) الوقف علی کلا و بلی (۶) اختصار الوقف علی کلا، و بلی ولنعم" ان کتابوں میں صرف الابانۃ عن معانی القرأت کے شائع ہونے کی اطلاع ہے اس کی تحقیق عبدالفتاح اسماعیل شلبی نے کی ہے اور کتاب کا نام "معانی القرأت" رکھا ہے۔

مکی نے ان کتابوں میں موضوع سے متعلق تمام مشکلات کا حل پیش کیا ہے۔ خاص طور سے حدیث "انزل القرآن علی سبعۃ احرف" کے سلسلہ میں قرار کے درمیان جو زبردست اختلاف پایا جاتا ہے مکی نے ان کا بڑی دقت نظر سے جائزہ لیا ہے اور اپنی تحقیق و استدلال سے اس راہ کی مشکلات کو آسان بنا دیا ہے۔

ناسخ و منسوخ

علوم قرآن میں مسئلہ ناسخ و منسوخ کو ہمیشہ بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ متقدمین و متأخرین ہر طبقہ کے علمار نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ یہ موضوع بھی مکی کی خصوصی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ نسخ کے سلسلہ میں مکی کا نظریہ بھی وہی ہے جو علمار جمہور کا ہے۔ اجمالی مباحث کے علاوہ "الایجاز لناسخ القرآن و منسوخہ" اور "الایضاح لناسخ القرآن و منسوخہ" کے نام سے دو کتابیں بھی لکھی ہیں، ان میں سے اول الذکر ناپید ہے، البتہ "الایضاح" کے چار نسخے مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کتابوں میں مکی نے موضوع سے متعلق تمام تفصیلات و جزئیات کا استقصار کر لیا ہے۔ ان میں نسخ کے لغوی و اصطلاحی معنی، اس کی کیفیت، اس کی قسمیں، قرآن میں نسخ کے جواز و عدم جواز کا مسئلہ، ناسخ و منسوخ کی شرطیں اور نسخ، تخصیص اور استثنار کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے، نیز مکی نے اپنے وفور علم، اصابت فن تفسیر میں مہارت و کمال کی بنا پر پورے قرآن مجید کا دقت نظر سے مطالعہ کیا ہے اور تقریباً دو سو آیات جنھیں متقدمین نے ناسخ و منسوخ کے زمرے میں کیا تھا اس کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔